صریر خامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 02 (April-June 2026)

مجدد شناسی میں ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کا کردار

(ارمغان امام ربانی کا انتقادی مطالعہ)

Dr. Humayun Abbas Shams's Contribution to the Study of Mujaddids (A Critical Study of Armaghan-e-Imam Rabbani)

Qari Muhammad Monawar Hussain Amin
Department of Islamic studies the Superior University Lahore, Pakistan
qarimonawar4115@gmail.com

Dr Wajid Ali
Assistant Professor, Department of Islamic Studies the Superior University Lahore, Pakistan
wajidasadi@gmail.com

Abstract:
Dr. Humayun Abbas Sham occupies a distinctive position among contemporary scholars of Mujaddid studies, and in upcoming undertakes a critical evaluation of his intellectual project, centered on his ten-volume work, Armaghān-e-Imām Rabbānī. It begins by situating Dr. Sham's scholarship within the wider trajectory of research on Imām Rabbānī Mujaddid Alf-i Thānī, tracing how his methodology departs from earlier devotional and hagiographic treatments of the subject. Particular attention is given to his source-critical approach: his insistence on primary manuscripts, his careful editorial reconstruction of neglected or corrupted texts, and his translation work, which has made previously inaccessible material available to a wider scholarly audience. Dr. Sham's revisionist interventions in the historiography of the Mujaddidī tradition, examining in particular his reassessment of the widely circulated narrative concerning Emperor Akbar's repentance and his critical interrogation of historically reliable source. These case studies serve to illustrate his broader method: a willingness to subject even cherished traditional narratives to rigorous documentary scrutiny. Alongside this, the study considers his engagement with orientalist scholarship, with specific reference to his critique of Yohanan Friedmann's reading of Mujaddid Alf-i Thānī's thought, arguing that Dr. Sham's response represents a substantive indigenous scholarly counter-narrative rather than a merely defensive apologetic. Finally, Dr. Sham's wider contributions across Mujaddidī jurisprudence, hadith scholarship, Qur'anic exegesis, and literary studies, arguing that these strands are unified by a consistent methodological commitment to primary-source verification., taken together, this body of work marks a significant shift in Mujaddid studies away from its traditional character as a devotional field and toward its establishment as a rigorous, source-grounded area of modern academic research.

Keywords: *Imām Rabbānī Mujaddid Alf-i Thānī, Dr Humayun Abbas Shams, Armaghān-e-Imām Rabbānī, Naqshbandiyya-Mujaddidiyya, Yohanan Friedmann*

تاریخِ اسلام میں جن ہستیوں نے اپنے علم و عمل، فکر و نظر اور تصنیف و تالیف سے ایک جہانِ معنی آباد کیا، ان میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (۹۷۱ھ تا ۱۰۳۴ھ / ۱۵۶۴ء تا ۱۶۲۴ء)[1] کا نام ہمیشہ سرِ فہرست رہا ہے۔ آپ نے نہ صرف اپنے عہد کی فکری گمراہیوں کا ازالہ کیا بلکہ اسلامی تہذیب و ثقافت کے تحفظ میں ایک ایسا مستحکم سنگِ میل ثابت ہوئے جس کی گواہی صدیاں دیتی چلی آئی ہیں۔ آپ نے ایک ایسے نازک دور میں دین کی نگہبانی کا فرض ادا کیا جب مغل دربار میں الحادی رجحانات اپنے عروج پر تھے، عقائد کی تحریف عام تھی، بدعات کا سیلاب آیا ہوا تھا اور صوفیانہ حلقوں میں انحرافی فکر نے گھر کر لیا تھا۔ ایسے ماحول میں آپ نے اپنے، مکاتیب و کتب، تعلیم و تبلیغ اور روحانی تربیت کے ذریعے ایک ایسی تجدیدی تحریک برپا کی جس کے اثرات صدیوں پر محیط ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

وعنہ فیما اعلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ عزوجل
یبعث لھذہ الا مۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

"روایت ہے انہی سے میری دانست میں وہ رسول ﷺ سے راوی[2] کہ فرمایا یقینا اللہ تعالیٰ
اس امت کے لیے ہر سو برس پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کا دین تازہ کرے گا"[3]

یہ حدیثِ مبارکہ اسلامی تاریخ میں تجدید کے تصور کی بنیاد ہے اور مجددینِ امت کو ایک خاص مقام و مرتبہ بخشتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کو مجدد کے طور پر امتِ مسلمہ مین بالعموم اور برصغیر پاک و ہند میں بالخصوص ایک ممتاز اور مقتدر مقام حاصل ہے۔

مجدد شناسی: علمی روایات

مجدد شناسی سے مراد وہ علمی و تحقیقی روایت ہے جو حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت اور ان کے اثرات کا مطالعہ کرتی ہے۔ یہ محض تعارفی نوعیت کا کام نہیں بلکہ ایک گہرے علمی، فلسفیانہ اور روحانی موضوع کا احاطہ کرتی ہے۔ مجدد الف ثانی نے اپنے مکاتیب میں جو مضامین بیان فرمائے، وہ عقائد، فقہ، تصوف، سیاست اور معاشرت جیسے متنوع کو سموئے ہوئے ہیں۔

یہ روایت خود آپ کی حیات میں شروع ہو گئی تھی جب آپ کے خلفاء و مریدین نے آپ کے مکاتیب کو مرتب کیا۔

---

1 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ "ارمغانِ امام ربانی" جلد دہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۹ ص ۵۵

2 یہ کلام کسی نیچے کے راوہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ یہ حدیث حضور سے روایت کی ان کا خود اپنا قول نہیں

3 تبریزی، خطیب، محمد بن عند اللہ ولی الدین، امام۔ مشکوٰۃ المصابیح / کتاب العلم، باب العلم: ۲۴۷،،، سجستانی، سلمان بن اشعت، امام۔ سنن ابو دائود کتاب الماحم حدیث: ۴۲۹۱،،، سرہندی، احمد۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، دوم، سوم۔ لاہور: مکتبہ نور محمد

"مکتوباتِ امام ربانی، جو تین دفاتر پر مشتمل ہے اور جن کی تعداد پانچ سو چھتیس مکاتیب ہے"[4]

اس علمی روایت کی اولین اور بنیادی دستاویز ہے۔ برصغیر میں مجدد شناسی کی روایت قدیم اور مستحکم ہے۔ آپ کے براہِ راست خلفاء اور شاگردوں نے ان کی تعلیمات کی تشریح و توضیح کی۔ بعد ازاں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور دیگر اکابرِ علم نے اس روایت کو آگے بڑھایا۔ مجدد شناسی کی روایت کو دو بڑے دھاروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ جو مشرقی علمی روایت کا حصہ ہے یعنی مسلم علماء صوفیہ اور محققین کی وہ تحقیقات جو داخلی فہم اور عقیدت کی روح سے مزین ہیں۔

دوسرا وہ دھارا جو مغربی اکیڈمک روایت کا حصہ ہے جس میں یورپی اور امریکی محققین نے ایک خارجی اور تقابلی نقطہ نظر سے مجدد الف ثانی کی شخصیت اور فکر کا مطالعہ کیا ہے۔ مغربی مجدد شناسی میں Yohanan Friedmann کی کتاب[5] ایک اہم اور کثیر حوالہ کام ہے، تاہم یہ کام عموماً مغربی نقطہ نظر سے لکھا گیا ہے اور بعض اوقات مشکوک یا کمزور مصادر پر انحصار کیا گیا ہے جس سے غلط نتائج اخذ ہوئے۔ اردو میں حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب کی کتاب "مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود کی کتاب[6] کا نام سرفہرست ہے جس میں امام ربانی کی شخصیت کا ایک جامع اور محققانہ تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

تاہم جدید تحقیق کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ضروری تھا کہ اس ورثے کو عصری معیارات پر پرکھا جائے، اسناد کی تحقیق کی جائے، متون کا تقابلی مطالعہ کیا جائے اور اثرات کا سائنٹیفک جائزہ لیا جایے۔ موجودہ دور میں جب تحقیق و تنقید کے نئے افق نمودار ہو رہے ہیں، یہ ضروری ہو گیا ہے کہ مجدد الف ثانی کی فکری اور روحانی میراث کا علمی پیمانوں پر گہرا تجزیہ کیا جائے۔

اس ضمن میں جن معاصر محققین نے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں، ان میں پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کا نام بہت نمایاں ہے، وہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد میں ڈین، فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ کے منصب پر فائز ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے ان کی روحانی وابستگی بھی ہے جو انہیں ایک فہم اور بصیرت عطا کرتی ہے جو کسی خالص مغربی محقق کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

زیرِ نظر مضمون "ارمغانِ امام ربانی" کا مقصد ان کی مجدد شناسی میں خدمات کا تحقیقی و انتقادی جائزہ لینا ہے۔

4 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ "ارمغانِ امام ربانی" جلد دہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۹ ص ۹۸،۹۷

5 Friedmann, Yohanan. Shaykh Ahmad Sirhindi: An Outline of His Thought and a Study of His Image in the Eyes of Posterity. Montreal: McGill – University, 1966

6 حسین، زوار، سید۔ حضرت مجدد الف ثانی، ادارہ مجددیہ ۵ / ۱۲ بیچ، ناظم آباد ۳ کراچی ۱۹۷۵۔ احمد، مسعود، ڈاکٹر۔ جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی۔ امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۹۲۶

کرن ہائے شمس:

"ارمغانِ امام ربانی" ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کی وہ عظیم الشان علمی کاوش ہے جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تصنیفی ذخیرے کی ترتیب، تدوین، تحقیق اور تخریج میں صرف کی ہے۔ یہ سلسلہ دس جلدوں پر مشتمل ہے جو ۲۰۰۷ء سے ۲۰۱۹ء تک امامِ ربانی پبلیکیشنز اور شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور سے شائع ہوتا رہا۔[7]

پہلی جلد سے تیسری جلد تک ۲۰۰۷ء تا ۲۰۱۱ء کے عرصے میں شائع ہوئیں۔ چوتھی جلد ۲۰۱۲ء میں، پانچویں ۲۰۱۳ء میں، چھٹی اور ساتویں ۲۰۱۶ء میں، آٹھویں اور نوویں ۲۰۱۷ء میں اور دسویں جلد ۲۰۱۸ء میں منظرِ عام پر آئی۔ یہ مسلسل دس سالہ محنت اور لگن کا ثمرہ ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ڈاکٹر شمس نے اس کام کو ایک علمی منصوبے کی حیثیت سے سنجیدگی کے ساتھ مکمل کیا۔ ڈاکٹر شمس نے اس کتاب میں مجددی فکر کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جن میں تفسیری افکار، فقہی منہج، صوفیانہ نظریات، سیاسی اور سماجی اثرات اور مغربی محققین کے آراء پر تنقید شامل ہیں۔

کتاب کی تدوین میں ڈاکٹر شمس نے مصادرِ اولیہ یعنی مکتوباتِ امام ربانی کے تینوں دفاتر، رسائلِ مجددیہ، مکتوباتِ معصومیہ اور دیگر اصل مصادر پر بنیادی انحصار کیا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے فقہی، تفسیری اور کلامی کتب سے بھی مدلل استفادہ کیا ہے اور جہاں ضروری سمجھا، مغربی سکالرز کے آراء کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ یہ بین العلومی اور کثیر مصادر پر مبنی تحقیقی رویہ ڈاکٹر شمس کے منہج کی ایک نمایاں خصوصیات ہے جو اس کتاب کو ہم عصر اردو تحقیق میں ایک خاص مقام عطا کرتی ہے۔

ارمغانِ امام ربانی کے علاوہ ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس نے مجدد شناسی کے میدان میں متعدد مستقل تصانیف بھی رقم فرمائی ہیں جو ان کی عمیق علمی نظر اور وسیع تحقیقی تجربے کی آئینہ دار ہیں۔ جو کہ چند درج ذیل ہیں۔

- "اثباتِ نبوۃ از شیخ احمد سرہندی تحقیق و تخریج"[8] اس کتاب میں انہوں نے مجدد الف ثانیؒ کی ایک اہم تصنیف کو تحقیقی و علمی اسلوب میں پیش کیا اور اسناد کی تخریج کا فرض انجام دیا۔
- "حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات" ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔[9] جو ایک جامع تصنیف ہے جس میں مجدد الف ثانیؒ کی ہمہ جہت خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

---

7 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ "ارمغانِ امام ربانی" جلد اول تا دہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز اور شیر ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۰۷ تا ۲۰۱۹

8 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ اثباتِ نبوۃ از شیخ احمد سرہندی (تحقیق و تخریج) لاہور۔ پروگریسو ۲۰۱۹

9 ایضا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی علمی و دینی خدمات: لاہور۔ پروگریسو ۲۰۱۲

- ”مقامِ صحابہ: حضرت مجدد کے افکار کا مطالعہ“ ۲۰۱۲ میں شائع ہوئی۔[10]
- ”حضرت مجدد الف ثانی اور معارفِ حدیث“[11]
- ”مقامِ نبوت“[12] منظرِ عام پر آئی جو مجددیات اور علومِ حدیث کے باہمی تعلق پر منفرد تحقیقی کاوشیں ہیں۔

تصانیف کے علاوہ ڈاکٹر شمس نے مجدد شناسی کے موضوع پر متعدد تحقیقی مقالات بھی تحریر کیے ہیں جو بین الاقوامی جرائد میں شائع ہوئے۔ جو کہ چند درج زیل ہیں۔

- ”مکتوباتِ امام ربانی (تعارف و جائزہ، اہمیت و اثرات)“ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے معروف جریدے فکر و نظر میں شائع ہوا۔[13]
- ”اردو شاعری کے فروغ میں مجددی صوفیہ کا کردار“[14] جو مجددی سلسلے کے صوفیاء کے ادبی اثرات کا جائزہ لیتا ہے اور مجدد شناسی کے ایک نئے باب کی بنیاد رکھتا ہے۔
- ”عصرِ حاضر میں مجددی فکر کے اثرات“[15] جس میں انہوں نے ثابت کیا کہ مجددی تعلیمات آج بھی اپنی معنویت اور اہمیت برقرار رکھتی ہیں۔

ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کی علمی خدمات صرف تصنیف و تالیف تک محدود نہیں بلکہ انہوں نے بحثیتِ مشرف ایک پوری نسلِ محققین کی علمی تربیت میں حصہ لیا ہے۔ مجددیات کے موضوع پر ان کی نگرانی میں مکمل ہونے والے مقالہ جات ان کی وسیع تر علمی کاوش کا حصہ ہیں۔

- ڈاکٹر رفعت اویس نے ”برصغیر میں مجددی صوفیہ کی علمی و دینی خدمات“ (مجدد الف ثانی تا شاہ عبد الغنی مجددی) کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ ان کی نگرانی میں مکمل کیا۔[16]

---

10 ایضا۔ مقامِ صحابہ: حضرت مجدد کے افکار کا مطالعہ۔ لاہور۔ تصوف فائونڈیشن، ۲۰۱۲

11 ایضا۔ حضرت مجدد الف ثانی اور معارفِ حدیث، لاہور۔ تحقیقات، ۲۰۰۸

12 ایضا۔ مقامِ نبوت، لاہور۔ تحقیقات، ۲۰۰۹

13 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ مکتوبات امام ربانی: تعارف و جائزہ، اہمیت و اثارات۔ فکر و نظر، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۲۰۰۵

14 ایضا۔ اردو شاعری کے فروغ میں مجددی صوفیہ کا کردار۔ خدا بخش لائبریری جرنل، پٹنہ، لاہور۔ ۲۰۰۸

15 ایضا۔ عصرِ حاضر میں مجددی فکر کے اثرات۔ HAZARA ISLAMICUS ۲۰۱۹

16 اویس رفعت، ڈاکٹر۔ برصغیر میں مجددی صوفیہ کی علمی و دینی خدمات۔ (پی ایچ ڈی مقالہ) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور۔ ۲۰۱۹

- حافظ عطاء المصطفیٰ نے ''مصطلحات الصوفیہ'' (شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ احمد سرہندی کے افکار کا تقابلی جائزہ) کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا۔[17]
- حفصہ عارف نے ''رسائلِ مجدد الف ثانیؒ میں وارد احادیث کا تحقیقی مطالعہ'' کے موضوع پر ایم فل کا مقالہ تحریر کیا۔[18] جو مجددیات اور علومِ حدیث کو یکجا کرنے کی بہترین مثال ہے۔ یہ مقالہ جات اس بات کے شاہد ہیں کہ ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس نے مجدد شناسی کو ایک منظم تعلیمی روایت کی شکل دی ہے۔ مجدد شناسی کے میدان میں ڈاکٹر شمس کے کردار کو سمجھنے کے لیے ان کی تحقیقی منہج کا گہرا مطالعہ ناگریز ہے۔ ان کی تحقیقی طریقہ کار کئی اہم ابعاد پر مشتمل ہے جو آپس میں اس طرح مربوط ہیں کہ ایک مکمل اور مستحکم علمی ڈھانچہ وجود میں آتا ہے۔

ارمغانِ امام ربانی:

مجدد شناسی کے میدان میں گہرے اثرات چھوڑنے والا نام ڈاکٹر محمد ہمایون عباس شمس کا ہے، جنھوں نے کئی دہائیوں پر محیط محنت سے اس علمی خزانے کو مرتب، محفوظ اور شائع کیا۔ زیرِ نظر مضمون میں انہی کی مساعی کا تنقیدی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

ان کی مجددی مطالعات سے وابستگی محض ایک علمی تحقیق نہیں بلکہ روحانی نسبت کا ظہار بھی تھی، کیونکہ وہ حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ کے قائم کردا سلسلۂ تحقیق کے امین اور جانشین قرار پائے۔ صوفی غلام سرور نے ۲۰۰۶ء میں ''ارمغانِ امام ربانی'' کی پہلی جلد کی بنیاد رکھی تھی، اور ان کے علالت کے بعد یہ ذمہ داری ڈاکٹر شمس کے کندھوں پر آگئی۔ خود انہوں نے لکھا کہ سلسلہ کی پہلی جلد ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی اور دوسری جلد مرتب کرنے کی ذمہ داری انہیں سونپی گئی۔[19]

اس نکتے کو سمجھنا ضروری ہے کہ ڈاکٹر شمس کا کام کسی خالی جگہ میں شروع نہیں ہوا بلکہ ایک قائم شدہ علمی روایت کا تسلسل تھا جسے انہوں نے نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس دائرہ کار کو وسعت بھی دی۔ ابتدائی جلدوں میں کانفرنسوں کے منتخب مقالات کی اشاعت تک محدود کام، بعد کی جلدوں میں نادر مخطوطوت کی تدوین، تراجم، تحقیقی تعارف نویسی اور تنقیدی مباحث تک پھیل گیا۔ پہلی تین جلدیں دراصل قومی امام ربانی کانفرنسوں کے منتخب مقالات پر مشتمل تھیں، تاہم دوسری جلد سے ہی ڈاکٹر شمس کا نام بطور مرتب اور مقالہ نگار نمایاں ہونا شروع ہوا۔ جب صوفی غلام سرور کا انتقال ہو چکا تھا، ڈاکٹر شمس نے مکمل طور پر ترتیب و تدوین کی

---

17 عطاء المصطفیٰ، حافظ۔ اصطلاحات لصوفیہ (شیخ اکبر محی الدین عربی اور شیخ احمد سرہندی کے افکار کا تقابلی جائزہ) پی ایچ ڈی موالہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، ۲۰۱۸

18 عارف، حفصہ۔ رسائلِ مجدد الف ثانی میں وارد احادیث کا تحقیقی مطالعہ (ایم فل) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور۔ ۲۰۲۱

19 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ ''ارمغانِ امام ربانی'' جلد دوم، لاہور۔ شیر ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۰، ص ۱۱

ذمہ داری سنبھالی۔ اس دور میں انہوں نے نہ صرف اپنے مقالات شامل کیے بلکہ ماہرِ مجددیات پروفیسر محمد اقبال مجددی، ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، ڈاکٹر محمد اکرم ورک اور دیگر اہلِ علم کی تحقیقات کو بھی یکجا کرنے کا اہتمام کیا۔[20]

"ارمغانِ امام ربانی" کی دس جلدوں میں سے ۴۱ عنوانات اور چار (۴) اظہارِ تشکر[21] بمع دس پیش گفتار[22] ڈاکٹر صاحب کے نام ہے۔ پانچویں اور چھٹی جلدوں میں ان کی تحقیقی جہت مزید نکھر کر سامنے آئی۔

- یہاں انہوں نے "اکبر بادشاہ کا خاتمہ کیا ایمان پر ہوا؟ ایک غلط فہمی کا ازالہ"
- "مقامِ اہلِ بیعت: حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں"
- "امام ربانیؒ ایک متحرک شخصیت" جیسے موضوعات پر تفصیلی تحقیقی مقالات تحریر کیے جن میں تاریخی ماخذ کی چھان بین، غلط بیانیوں کی نشان دہی اور علمی استدلال کا حسین امتزاج ملتا ہے۔[23]

ساتویں جلد میں انہوں نے معارفِ اعظم گڑھ اور تحقیقاتِ اسلامی ایسے مقالات کو اکٹھا کر دیا ہے، جو "فکر و کارِ امام ربانی کے حوالے سے غلط فہمیاں دور کرنے میں مدد و معاون" ہوسکتے ہیں۔[24]

آٹھویں جلد میں انہوں نے نادر مخطوطات کی تدوین و ترجمہ کا فرض سرانجام دیا۔

- کحل الجواہر
- رسالہ صاحبیہ

نویں جلد میں انہوں نے صوفئہ خام: حضرت مجدد الف ثانی کا مطالعہ، دیوان رافت: تعارف و جایزہ، مکتوبات امام ربانی کی شروع (تعارف و مطالعہ) پیش کیا۔ جبکہ دسویں جلد میں اپنی برسوں کی متفرق تحقیقات کو ایک مربوط مجموعے کی صورت میں پیش کیا۔ یہ سارا عمل اس بات کا غماز ہے کہ ڈاکٹر شمس کا کام محض تدوین تک محدود نہ رہا بلکہ اس میں تحقیق، تنقید، ترجمہ اور تعارف نگاری، سب اصناف شامل تھیں۔

---

20 ایضا۔ جلد چہارم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ ص ۵

21 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ "ارمغانِ امام ربانی" کی جلد نمبر ۴، ۳، ۲، ۱ (ص ۵) اور یہ خود ایک آرٹیکل کی حثیت تکھتے ہیں

22 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ "ارمغان، امام ربانی" کی ہر جلدوں میں اور یہ خود ایک آرٹیکل کی حصیت رکھتے ہیں

23 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ "ارمغانِ امام ربانی"، جلد پنجم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۳ ص ۱۴، ۱۳

24 ایضا۔ جلد ہفتم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۴، ص ۷

ڈاکٹر شمس کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کو محض ایک صوفی یا عارف کے طور پر پیش کرنے کی بجائے ایک جامع الحیثیت عالمِ دین کے طور پر متعارف کروایا۔ اپنے مقالے "حضرت مجدد الف ثانی کا فقہی ذوق اور اس کی اثرات"[25] میں انہوں نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ مکتوباتِ امام ربانی میں فقہی مصادر وماخذ کی کثرت اور امام ابو حنیفہؒ سے آپ کی خصوصی وابستگی، آپ کی گہری فقہی بصیرت کی دلیل ہے۔

اسی طرح "حضرت مجددؒ بحیثیت محدث" کے عنوان سے لکھے گئے مقالے میں انہوں نے مکتوبات میں موجود تقریباً تین سو (۳۰۰) احادیث کے حوالوں کا احصاء پیش کیا اور آپ کے اساتذہ حدیث، بالخصوص قاضی بہلول بدخشانی اور شیخ یعقوب صرفی کشمیری، کے احوال قلمبند کیے۔[26] اس ضمن میں انہوں نے یہ اہم نکتہ بھی اجاگر کیا کہ عالمِ حدیث محمد غلام رسول سعیدی نے ایک حدیث کے متعلق حضرت مجدد کے مکتوبات کے حوالے کو سند کے طور پر قبول کیا، جو ان کے علمی وزن کی گواہی ہے۔[27]

ڈاکٹر شمس نے "مکتوباتِ امام ربانی کی شروح" اور "مکتوباتِ امام ربانی کی تفہیم کے لیے درسِ مکتوبات کی روایت" جیسے مقالات میں یہ ثابت کیا کہ حضرت مجدد کے کلام کی گہرائی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ صدیوں سے علماء اس کی شرح و تفسیر پر کمربستہ رہے۔ انہوں نے شروح کو تین اقسام میں تقسیم کیا۔[28] خود مجددی خانوادہ کے مکاتیب میں موجود توضیحات، مستقل شروح جیسے شیخ عبدالاحد وحدت گل کی "شرح کلماتِ قدسی آیات"۔[29] اور تیسری قسم وہ کتب جو کسی ایک پہلو پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اس تحقیق میں انہوں نے مولوی نصر اللہ ہوتکی کی افغانستان میں تیار کردہ اور مولانا محمد سعید احمد مجددیؒ کی "البینات" کا خصوصی تذکرہ کیا۔

درسِ مکتوبات کی روایت پر لکھے گئے مقالے میں انہوں نے شاہ غلام علی دہلوی کے مکتوبات کے درس، خواجہ محمد معصوم کی مجلسِ درس اور برصغیر و ترکی و افغانستان تک پھیلی ہوئی اس روایت کا تفصیلی نقشہ کھینچا، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مکتوبات محض ایک تاریخی دستاویز نہیں بلکہ ایک زندہ علمی روایت کا سرچشمہ رہے ہیں۔[30]

---

25 ایضاً۔ جلد ہشتم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۷، ص ۴۹

26 ایضاً۔ جلد نہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۸، ص ۲۶۷،،۔ تاریخ فقہائے ہند جلد ۴، ص ۱۳۱

27 ایضاً۔ ص ۲۱۶،،، غلام رسول سعیدی، مقالاتِ سعیدی (لاہور: فرید بک سٹال، ۱۹۸۲) ص ۱۳۸

28 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ "ارمغانِ امام ربانی" جلد نہم، لاہور۔ امام ربانی ہبلیکیشنز، ۲۰۱۸، ص ۷۵۹

29 ایضاً۔ ص ۷۶۰

30 ایضاً۔ جلد دہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۹، ص ۹۷۔۱۰۵

ڈاکٹر شمس کی تحقیقی بصیرت کا سب سے روشن اظہار ان کے اس مقالے میں ہوتا ہے جس میں انہوں نے ڈاکٹر سلطان الطاف علی کے اس دعوے کا تفصیلی رد پیش کیا کہ اکبر بادشاہ اپنے آخری ایام میں دوبارہ مسلمان ہو گیا تھا۔ انہوں نے یہ واضح کیا کہ یہ روایت ایک غیر معتبر ماخذ "روضۃ القومیہ" سے ماخوذ ہے، جسے خود اس سلسلہ کے بزرگ ترین شخصیت ابوالحسن زید فاروقی نے غیر مصدقہ قرار دے کر رد کیا تھا۔[31] اس تحقیق میں انہوں نے حضرت مجدد کے مکتوبات، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مکاتیب، اور معاصر یورپی سیاحوں کی گواہیوں سے یہ ثابت کیا کہ اکبر کے اسلام کی طرف لوٹنے کا معاصر تحقیقی ثبوت موجود نہیں۔[32] یہ کام محض دفاعِ مجدد نہیں بلکہ تاریخ نویسی کے اصولوں کی سختی سے پابندی کا مظہر بھی ہے، جہاں انہوں نے جذباتیت کی بجائے سند اور ماخذ کی چھان بین کو ترجیح دی۔

مستشرقین کا غیر مستند ماخذ پر انحصار کا رد:

اسی نوعیت کا ایک اور اہم کارنامہ ان کا وہ حاشیہ ہے جس میں انہوں نے مستشرق Yohanan Friedmann کی تحقیق پر تنقید کرتے ہوئے یہ دکھایا کہ عبداللہ خویشگی قصوری کی کتاب "معارج الولایت" ایک غیر مستند ماخذ ہے، جس پر انحصار کر کے مستشرقین نے یہ غلط تاثر قائم کیا کہ اورنگزیب نے مکتوباتِ امام ربانی پر پابندی لگا دی تھی۔[33] اس تجزیے میں انہوں نے دلیل دی کہ اگر ایسا کوئی فرمان جاری ہوتا تو وہ شاہی دستاویزات میں موجود ہوتا، جبکہ اورنگزیب کے شائع شدہ فرامین میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

ڈاکٹر شمس کے مقالے "مجدد اور مجدد الف ثانی (علماء کی آراء کا جائزہ)" میں انہوں نے حدیثِ تجدید کی مختلف تشریحات، لفظ "من" کی توضیح، اور صدی کے آغاز و اختتام کے مباحث کو نہایت عالمانہ انداز میں یکجا کیا۔ انہوں نے یہ بھی اعتراف کیا کہ "مجدد الف ثانی" کی اصطلاح کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے براہِ راست ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک کشفی امر ہے جسے بعد کے اکابرینِ امت نے تسلیم کیا۔[34] اس اعتراف میں دیانتِ علمی کا وہ پہلو نمایاں جو کسی متعصب مصنف کی بجائے ایک محقق کی پہچان ہے۔ انہوں

---

31 ایضاً۔ جلد پنجم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۳، ص ۲۰، ۱۸

32 ایضاً۔ ص ۲۱

33 ایضاً۔ جلد نہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۸، ص ۷۰۳، ۷۰۴

34 ایضاً۔ جلد دہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۹، ص ۸۰۔ ۸۵

نے مفتی اقتدار احمد نعیمی کے اعتراضات کو بھی نقل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اکابرین کی تائید بھی پیش کی، یوں معاملے کو یک طرفہ کیے بغیر قاری کے سامنے رکھا۔[35]

نوادرات و مخطوطات:

ڈاکٹر شمس کی محنت کا وہ پہلو جو شاید سب سے زیادہ دیرپا علمی خدمت ثابت ہوگا، وہ نادر مخطوطات کی تلاش، تدوین اور ترجمہ ہے۔ "الجنات الثمانیہ" کے تعارف میں انہوں نے یہ اہم انکشاف کیا کہ یہ کتاب شیخ عبدالاحد بن خواجہ محمد سعید نے حرمین شریفین کے سفر کے دوران عربی زبان میں تحریر کی، جس کا واحد نسخہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ میں محفوظ ہے۔[36] انہوں نے اس مخطوطے پر پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ پروجیکٹ کے طور پر کام کیا، جس میں انگریزی ترجمہ، ماخذ کی نشان دہی اور احادیث کی تخریج شامل تھی۔[37] اسی طرح "کحل الجواہر" اور "رسالہ صاحبیہ" جیسی مخطوطات کو انہوں نے مع مقدمہ و ترجمہ شائع کر کے علمی دنیا کے سامنے پیش کیا۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے "رسالہ صاحبیہ" کا تعارف پیش کرتے ہوئے انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ کے ابتدائی مشائخ اور بعد میں مجددیہ شاخ کے ظہور کا شجرہ بیان کیا، جس سے قارئین کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ حضرت مجدد کی تحریک کس علمی و روحانی روایت کا تسلسل تھی۔[38]

مجددی صوفیہ اور اردو ادب:

ڈاکٹر شمس نے صرف دینی و علمی خدمات تک اپنی تحقیق محدود نہیں رکھی بلکہ ادبی میدان میں بھی مجددی خانوادے کے کردار کو اجاگر کیا۔ "اردو شاعری کے فروغ میں مجددی صوفیہ کا کردار" میں انہوں نے شیخ عبدالاحد وحدت گل، حضرت مظہر جان جاناں، انعام اللہ خاں یقین، میر محمد باقر حزیں اور خواجہ میر درد جیسی شخصیات کے کلام کا تجزیہ پیش کیا اور ثابت کیا کہ اردو غزل کے تہذیبی و لسانی سانچے کی تشکیل میں مجددی سلسلے کے صوفیہ کا کلیدی کردار رہا۔[39] اسی طرح "تفسیرِ روفی میں منظوم تفسیر کا رجحان"

---

35 ایضا۔ ص ۹۰،، اقتدار احمد نعیمی، العطایاالاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ، جلد ۲، ص ۴۹۰

36 ایضا۔ ص ۱۱۳، ۱۱۴

37 ایضا۔ ص ۱۱۹، ۱۲۰

38 ایضا۔ جلد ہشتم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۷ ص ۴۰۳، ۴۰۵

39 ایضا۔ جلد دہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۹ ص ۱۲۹۔۱۴۶،، جمیل جالبی، تاریخِ ادبِ اردو، جلد ۲ (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۸۷)، ص ۱۲۳

کے عنوان سے انہوں نے شاہ روف احمد رافت کی تفسیر کا تجزیہ کیا اور نظم و نثر کے امتزاج سے قرآنی مطالب کی تفہیم کے اسلوب کو نمایاں کیا۔[40]

ڈاکٹر شمس کے اسلوبِ تحقیق کا جائزہ لیا جائے تو چند نمایاں خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ اول وہ ہمیشہ ماخذ کی چھان بین کو اولیت دیتے ہیں اور کسی روایت کو محض عقیدت کی بنا پر قبول نہیں کرتے۔ اسی لیے انہوں نے "روضۃ القومیہ" جیسی کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ:

> "مؤلف پر مبالغہ آمیزی کا غلبہ تھا انہوں نے اس میں اس قدر بے سروپا اور خود ساختہ روایات جمع کر دی ہیں۔"[41]

مصادرِ اصلیہ:

وہ ہر مقام میں اصل ماخذ سے براہِ راست اقتباسات پیش کرتے ہیں، خواہ وہ مکتوباتِ امام ربانی ہوں، مکتوباتِ معصومیہ، مکتوباتِ سعیدیہ، یا حضرات القدس اور زبدۃ المقامات جیسی سوانحی کتب۔[42] سوم، انہوں نے مستشرقین کی تحقیقات کو یکسر رد کرنے کی بجائے ان سے اختلافات کو دلائل کی بنیاد پر ثابت کیا، جیسا کہ عزیز احمد اور مارگریٹ سمتھ کے حوالے دیتے ہوئے انہوں نے مغربی محققین سے بھی استفادہ کیا۔[43]

اہتمامِ حواشی:

ایک اور نمایاں پہلو ان کی حوالہ نگاری کی احتیاط ہے۔ اپنے ہر مقالے میں وہ سینکڑوں حواشی درج کرتے ہیں جن میں مکتوباتِ امام ربانی کے دفتر اور مکتوب نمبر کی صراحت ہوتی ہے، جو کہ تحقیقی معیار کے اعتبار سے قابلِ ستائش عمل ہے اسی احتیاط کا اظہار ان کے اس اعتراف سے بھی ہوتا ہے، جہاں انہوں نے اپنے فراہم کردہ مواد کی حدود کو تسلیم کیا اور آئندہ محققین کے لیے راہ ہموار کی۔

---

40 ایضا۔ ص ۱۵۲

41 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ "ارمغانِ امام ربانی"، جلد پنجم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۳ ص ۸۱ حاشیہ ۱۱

42 ایضا۔ جلد ہشتم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۷، ص ۳۴۵

43 ایضا۔ جلد نہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز ۲۰۱۸، ص ۶۸۰

نتائج:

اس کے باوجود، یہ محدودات اس کارنامے کی عظمت کو کم نہیں کرتیں۔ دس جلدوں پر مشتمل ایک ایسا سلسلہ جو کئی دہائیوں تک مسلسل شائع ہوتا رہا، اور جس میں سینکڑوں محققین کی تحقیقات، نادر و مخطوطات کی تدوین اور تاریخی مغالطات کی اصلاح شامل ہے، اردو اور فارسی میں مجددی مطالعات کی تاریخ میں بے مثال حیثیت رکھتا ہے۔

سفارشات:

اگرچہ ڈاکٹر شمس کی خدمات وسیع اور متنوع ہیں، تاہم بطورِ انتقادی مطالعہ چند نکات کی نشان دہی ضرور کرتا ہے۔

- اول، ارمغانِ امام ربانی کی جلدوں کو بہتر بنایا جا سکتا ہے؛ بعض جلدیں خالصتاً کانفرنس کے مقالات پر مبنی ہیں جبکہ بعض میں مخطوطات کی تدوین کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس تنوع سے قاری کے لیے ایک واحد منہجی خاکہ اخذ کرنا مشکل ہے۔
- دوم، بعض مقامات پر تراجم، خصوصاً ترکی سے فارسی اور پھر اردو میں ہونے والے ترجمے (جیسے ابراہیم ادھم بیلکن کی کتاب کا اقتباس) میں اصطلاحات اور جملوں کی روانی میں دشواری محسوس ہوتی ہے، جسے خود مرتب نے تسلیم کیا کہ "بعض نامانوس الفاظ کے فہم میں مسائل درپیش تھے۔"[44]
- سوم، اس عظیم مجموعے کا کوئی مربوط اشاریہ تاحال مرتب نہیں کیا گیا، لہٰذا ضروری ہے کہ اس کتاب کا اشاریہ تیار کیا جانا چاہیے۔
- "ارمغانِ امام ربانی" دس جلدوں پر مشتمل ایک نادر علمی خزانہ ہے، مگر افسوس کہ کسی بھی کتب خانے میں اس کی مکمل دس جلدیں یکجا دستیاب نہیں۔ ضروری ہے کہ اس مجموعے کو مکمل صورت میں شائع کر کے اہلِ علم کی دسترس میں لائیں۔ تاکہ اہلِ علم اس نادر ذخیرے سے مستفید ہو سکیں اور مزید تحقیقی کام کی راہ ہموار ہو۔

44 شمس، ہمایوں عباس، ڈاکٹر۔ "ارمغانِ امام ربانی"، جلد دہم، لاہور۔ امام ربانی پبلیکیشنز، ۲۰۱۹، ص ۱۵

- یہ اہم کتاب انٹرنیٹ پر بھی کہیں متن کی صورت میں موجود نہیں جس سے تحقیق میں دشواری پیش آتی ہے۔ تجویز ہے کہ اسے ڈیجیٹائز کر کے کسی معتبر ویب سائٹ پر قابلِ تلاش متن کی صورت میں پیش کیا جائے، تاکہ اہلِ تحقیق کو اس تک رسائی میں آسانی ہو۔ اور مجددی فکر پر ہونے والا علمی کام مزید فروغ پاسکے۔

ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کی خدمات کو مجددشناسی کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ انہوں نے نہ صرف صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کی قائم کردہ روایت کو زندہ رکھا بلکہ اسے تحقیقی، تنقیدی اور تدوینی جہتوں سے مالامال کیا۔ ان کی کاوشوں سے حضرت مجدد الف ثانی کی فقہی، حدیثی، تفسیری اور سیاسی بصیرت کے نئے پہلو سامنے آئے، تاریخی مغالطات کی اصلاح ہوئی، نادر مخطوطات محفوظ ہوئے اور آنے والی نسلوں کے لیے تحقیق کا ایک مستحکم بنیادی ماخذ فراہم ہوا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ارمغان، امام ربانی کی دس جلدیں اپنی تمام جزوی مصروفیات کے باوجود، عصرِ حاضر میں مجددی فکر کے احیاء کی سب سے جامع اور مستند کاوش ہیں، جس کا سہرا بجا طور پر ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کے سر ہے۔